گذشتہ سے پیوستہ

ظلم کو روکنے کے لئے معجزہ کیوں نہیں......؟

حجۃ الاسلام عبد العظیم المہتدی البحرانی
ترجمہ: مولانا نثار احمد زین پوری صاحب

معجزہ کسی چیز کا بدل نہیں ہوسکتا

نیکیوں یا برائیوں کی طرف بڑھنے میں انسان کی کوشش کا دخل ہے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے وہ تمام مشقتیں اور تکالیف برداشت کر لیتا ہے مومن کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ خدا نے اس سے جدو جہد اور کوشش طلب کی ہے۔ اس سلسلہ میں اس کے اور غیر مومنوں کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں ہے کیونکہ روز قیامت جب مومنین جنت میں اور معاندین جہنم میں داخل ہوں گے۔ سعی وعمل خدا کی عدالت کا معیار ہوگی۔ اگر اس کے لئے بھی خدا معجزہ پیدا کر دیتا اس سے مومنین کا کردار اور صلاحیت ناکارہ ہوجاتی اور دوسری طرف معاندین کو خدا کی عدالت پر اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا۔

یہ اعتقاد کہ اخیار کے جہاد کے بغیر خدا معجزہ کے ذریعہ اشرار کو ناکام کرتا ہے غلط اعتقاد ہے اور قرآن و حدیث سیرت نبویؐ اور زندگانی اہل بیتؑ کی سیرت اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس غلط عقیدہ سے دین کا ہر حکم بے کار ہے۔ پھر جنت وجہنم کا کوئی فلسفہ نہیں رہ جاتا اور نہ خلقت انسان کی کوئی حکمت باقی رہتی ہے اور نہ ہی لوگوں کی طرف انبیاء بھیجنے اور حلال وحرام بیان کرنے کی کوئی علت رہتی ہے۔

یہ کیونکر صحیح ہے کہ مسلمان بغیر مشقت اٹھائے یہ تمنا کرے کہ اس کی حیات سے مشکلات دور ہوجائیں جبکہ خدا نے ان مشکلات کو دفع کرنے کے لئے عقل، دین اور ارادہ کی قوت عطا کی ہے اور وسائل کی تسخیرات کے لئے اعضاء وجوارح عطا کئے ہیں؟!

اور کسی مجاہد کے لئے یہ کیسے صحیح ہے کہ وہ یہ تمنا کرے کہ اس کے جنگجو دشمن کے سر پر، منصوبہ سازی، قوت کی جمع آوری اور آپسی اتحاد کے بغیر چھت گر پڑے اور اس چھت گر پڑنے سے دنیا میں وہ مدح وثنا کا اور آخرت میں بہترین جزا کا مستحق قرار پائے؟!

اس حقیقت سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ خدا کی عدالت مومنین اور غیر مومنین سب کے لئے ہے، غیر مومنین نہ دنیا میں اعتراض کر سکتے ہیں اور نہ آخرت میں جہنم میں جاتے وقت احتجاج کر سکتے ہیں۔

مسلمانو!

اسلام اس لئے نہیں آیا ہے کہ وہ اپنے اتباع

کرنے والوں کو خیال بافی اور ناز ونخرے کا عادی بنائے۔

مثال کے طور پر جب آپ اپنے بچے کو ناز ونعم میں پرورش کریں گے اور اس کے ہر چھوٹے چھوٹے مطالبہ کو پورا کریں گے، اسے کوشش نہیں کرنے دیں گے تاکہ وہ جد وجہد کرے اور اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرے تو آپ نے اس پر ظلم کیا اور اس کے مستقبل کو برباد کر دیا، شاید دلی طور پر آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کیوں؟ اس لئے کہ عیش و آرام میں پرورش پانے والا یہ بچہ جب بڑا ہوگا تو اس وقت وہ مشکلات کو برداشت نہیں کر سکے گا اور نہ ہی یہ ارادہ اور کامیابی حاصل کرنے کے سلسلہ میں اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی لذت محسوس کر سکے گا اور اسی طرح یہ اس شخص جیسا لطف بھی نہیں اٹھا پائے گا جو زندگی کی سختیوں سے حیات کا لطف اٹھانے کی خاطر جنگ کرتا ہے۔

ایسے شخص کو کہ جس کو آپ نے مقابلہ بازی اور اقدار کی لذت سے محروم کیا ہے، یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ آپ پر لعنت و ملامت کرے کیونکہ آپ نے اس سے روح اعتماد کو چھینا ہے اور اس کی خود اعتمادی کو سلب کیا ہے۔

جب یہ خیال باف لوگوں کے لحاظ سے یہی طے ہے کہ خدا کو مسلمانوں کے لئے معجزے دکھانا چاہیے اور وہ محلوں میں بیٹھے رہیں، اور ان کے حکام عقلمند ترین حکام، ان کی سیاست کامیاب ترین سیاست، ان کے شہر بہترین شہر، ان کی عمارت بہترین عمارت، صاف ستھرے راستے، مواصلاتی سسٹم، اسپتال، مدارس، یونیورسٹیاں اور مساجد، کارخانے اور فوجی توانائی کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ہوں

کیا یہ مضحکہ خیز خیالات اور جاہلوں جیسی تمنائیں نہیں ہیں؟

بالفرض اگر یہ خیالات پورے بھی ہو گئے تو پھر جنت اور جہنم کا کوئی مفہوم باقی رہتا ہے؟ کیا خدا کی عدالت اور حریت کا کوئی مفہوم باقی بچتا ہے؟

ہمارا پروردگار ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے یہاں تک ان پر بھی ظلم نہیں کرتا جو اس پر ایمان نہیں لائے ہیں۔

حکمت وعدالت کا تقاضہ یہ ہے کہ کام کرو بلندی پر پہونچو اور اگر زندگی میں مشکلات پیش آتی ہیں تو ان سے بھی بہت سے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں کیونکہ مشکلوں میں ہی انسان اپنے نفس کی قیمت پہچانتا ہے اور سب کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں جنت کا مستحق ہے۔

کیا آپ پڑھائی کے زمانے میں راتوں کو جاگ کر پڑھنے والے اور سکنڈ ڈویژن پاس ہونے والے طلبہ میں فرق محسوس نہیں کرتے کہ کتنی مسرت ہوتی ہے اور دوسرے لوگ اسے کس احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

یقیناً وہ اس کا مستحق ہے۔ اسی طرح ہمیں زندگی کے ہر مرحلہ میں سعی وکوشش کرنا چاہیے تاکہ ہم خدا کی رضا اور اس کی ہمیشہ رہنے والی جنت کے مستحق قرار پائیں۔

جب خدا کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے

جب آپ ان حقائق سے واقف ہو گئے اور ان سے آپ کا نفس مطمئن ہو گیا تو اب ہم یہ بتا دیں کہ کچھ ایسے مواقع ہیں جہاں ہمارا پروردگار معجزہ کے ذریعہ

دخل دیتا ہے۔لیکن معجزہ کو ان واجب کاموں کا عوض قرار نہیں دیتا ہے جو بندوں پر واجب ہیں۔

مشکل یہ ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ اپنی فکر وخیال کے مطابق معجزہ چاہتے ہیں۔مثلاً امام رضاؑ کے روضہ میں بم رکھنے والے کے لئے یہ تمنا کرتے ہیں کہ اسی وقت اس کے ہاتھ کٹ جاتے یا وہ اسی جگہ پتھر بن جاتا یا کم از کم وہ بم نہ پھٹتا۔بعض حضرات یہ سوچتے ہیں کہ حرم امام حسینؑ کو کوئی صدمہ نہ پہونچتا یا حضرت عباسؑ کے حرم کو، گنبد کو کوئی نقصان نہ پہونچتا یا کوئی شخص یہ تمنا کرتا کہ ہے کہ عراق میں عتبات مقدسہ پر ٹینکوں سے حملہ کرنے والا کمانڈر حملہ کرنے سے پہلے ہی خاک ہو جاتا۔

خداوند عالم فرماتا ہے: میں اپنے طریقہ سے معجزہ دکھاتا ہوں نہ کہ تمنا کرنے والے کاہل تیرے طریقہ سے!

مثلاً کربلا میں امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خدا نے چاہا کہ مختار ثقفی۔جو کہ ابن زیاد کی قید سے رہا ہوئے ہیں۔کا انقلاب بپا ہو چنانچہ مختار نے مجرموں اور قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے تلوار کھینچ لی اور امام حسینؑ کے قتل کا حکم دینے والے ابن زیاد کا سر قلم کر دیا اور پھر ابن زیاد کے مددگاروں کو چن چن کر مارا سب سے پہلے فوج کے سپہ سالار عمر بن سعد کو بنت رسولؐ کے بیٹے حضرت حسینؑ کا سر قلم کرنے والے شمر ذی الجوشن کو گرفتار کیا اور اسے اسی طریقہ سے قتل کیا جس طرح اس نے حسینؑ اور بنی ہاشم کے مظلوم جوانوں کو قتل کیا تھا۔

راوی کہتا ہے: میں مدینۂ رسولؐ میں داخل ہوا اور امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے کوفہ کے حالات معلوم کئے میں نے کہا: وہاں سے چلتے وقت مجھے کوئی خاص خبر نہیں ملی تھی۔فرمایا: کیا حرملہ بن کاہل اسدی ابھی تک زندہ ہے؟!۔حرملہ علی اصغرؑ کا قاتل ہے جب بچہ اپنے بابا امام حسینؑ کے ہاتھوں پر پیاس سے تڑپ رہا تھا حرملہ نے تین بھال کا تیر مارا تھا۔

اہل بیتؑ کو جتنا اس فاجعہ کا غم ہوا تھا اتنا کربلا میں رونما ہونے والے کسی حادثہ کا غم نہیں ہوا تھا۔اسی لئے امام زین العابدینؑ نے بطور خاص اس خبیث قاتل کے بارے میں سوال کیا۔

راوی کہتا ہے: ہاں فرزند رسولؐ وہ زندہ ہے اور کوفہ کی گلی کوچوں میں گھومتا ہے۔یہ سن کر امامؑ نے آسمان کی جانب ہاتھ بلند کئے اور دعا کی: اے اللہ آخرت سے پہلے اسے دنیا میں آگ کا مزہ چکھا دے۔

راوی مزید کہتا ہے: ابھی میں واپس کوفہ نہیں پہونچا تھا کہ معلوم ہوا کہ کوفہ میں مختار کا انقلاب کامیاب ہو چکا ہے میں کوفہ میں داخل ہوا وہاں ایک جگہ جم غفیر دیکھا، میں بھی جم غفیر کے پاس پہونچا تو معلوم ہوا کہ مختار نے پیاسے بچے۔علی اصغرؑ۔کے قاتل حرملہ کا وہ ہاتھ قطع کر دیا ہے جس سے اس نے تیر مارا تھا پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔

میں مختار کے قریب آیا اور اپنے دل میں سوچنے لگا سبحان اللہ! کتنی جلد امام زین العابدینؑ کی دعا مستجاب ہوئی اس کے بعد میں نے مختار سے وہ بات بتائی جس کے بارے میں امامؑ نے مجھ سے سوال کیا تھا اور دعا کی تھی، یہ سن کر مختار

خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر پڑے کہ انہوں نے امامؑ اور آپ کے اہل بیتؑ کے دکھے ہوئے دل کو خوش کیا ہے

کیا یہ عمل معجزہ نہیں ہے۔ معجزہ کا بعض لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اکثر خواہشیں ایسے تخیلات کی طرف تمایل رکھتی ہیں جو کہ حکمت، بلند مفاہیم، عظیم مقاصد اور سنن الٰہیہ سے خالی ہوتے ہیں۔

یہ بھی تو معجزہ ہی ہے کہ تاریخ بشریت میں لوگوں میں ائمہ کی محبت بڑھتی ہی چلی جارہی ہے اور اذیتوں، جرائم اور قتل کے باوجود لوگ ان کے عتبات کی طرف بڑھتے ہی جاتے ہیں اور روضۂ امام رضاؑ میں ضریح کے پاس دھما کہ کے بعد عنقریب آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ امام رضاؑ کے زائروں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ (یہ بات میں نے ۱۴۱۵ء میں کہی تھی اور ان برسوں میں زائرین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے میں نے عراق جانے والوں سے سنا ہے کہ عراق کے عتبات مقدسات کے زائرین کی تعداد بھی بڑھی ہے یہ بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کی دلیل ہے کہ ذہنی سکون کا فقدان، زائرین کی ایذا رسانی اور عتبات مقدسہ میں بزدلانہ حرکت سے اہل بیتؑ کے محبوں کا عقیدہ کبھی کمزور نہیں ہوگا۔)

کوئی بشر ائمہ کی اس محبت کا اندازہ نہیں لگا سکتا ہے جو کہ گذشتہ اسلامی صدیوں میں کروڑوں دلوں میں جاگزیں رہی ہے اور انہیں غم والم کے ساتھ ائمہ کے مرقدوں پر لے گئی ہے۔ چنانچہ وہ ان کی ضریح کے پاس آنسو بہاتے ہیں اور تاحیات ان سے بیعت ومحبت کا اعلان کرتے ہیں۔

یہ صورت گذشتہ زمانے کی ہے جبکہ ان کے لئے بہت سے خطرات تھے۔ کیا ائمہؑ سے ان کا یہ لگاؤ اور الفت ایک قسم کا معجزۂ الٰہیہ نہیں ہے؟!

مومنو! ہم سے کس چیز کا مطالبہ کیا گیا ہے

ہمارا عقیدہ ہے خدا مہلت دیتا ہے، بیکار نہیں بناتا اور یہ خدا کی سنت نہیں ہے کہ وہ ارادہ کو سلب کرے اور انسان کی آزادی چھین لے، یہاں تک کہ اس کی آزادی اس وقت بھی نہیں چھینتا جب انسان اپنی آزادی سے خدا کی معصیت کرتا ہے یا کوئی جرم کرتا ہے، ہاں خدا اپنی حجت اس پر تمام کرتا ہے پھر اس سے قصاص لینے کے کا کوئی مناسب وقت مقرر کر دیتا ہے۔ مومنوں کو خدا اور اس کے صفات کے بارے میں اس حقیقت کا محکم عقیدہ رکھنا چاہیے اور طمانیت اور تسلیم کے بلند درجات پر پہونچنے کے لئے یقین کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ وہ شیاطین کے وسوسوں اور مغرضوں کے پروپیگنڈوں سے متاثر ہو کر راہ راست سے بھٹک نہ جائیں۔

بے شک اہل بیتؑ کے جو شیعہ، واحد واحد اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور گمراہ کرنے والے فتنوں اور دشواریوں کے زمانے میں زندگی گزارتے ہیں خدا نے ان لوگوں کے لئے جنت تیار کر رکھی ہے جو اپنے سامنے گمراہیوں کے فتنے دیکھتے ہیں اور ان میں مبتلا ہونے سے ڈرتے ہیں اور کامیابی کے ساتھ ان سے نکل آتے ہیں۔

یہ مت کہو کہ کہاں ہے آسمانی مدد اور کہاں ہیں خدا کے معجزات کہ ان ناصبوں اور ظالموں کو لگام دیں بلکہ یہ کہو کہ وہ خلل و رخنہ کہاں ہے جہاں سے یہ ناصبی اور ظالم تجاوز

کرنے والے آتے ہیں۔ بس ہمیں اپنے ایمانی، فکری، اخلاقی اور اجتماعی اداری اور اقتصادی امور کی اصلاح کرنے کی سوچنا چاہیے۔ اس کے بعد خدا اپنے صالح بندوں کی معجزات کے ذریعہ مدد کرتا ہے۔

جن لوگوں کے دینی اعتقادات مصائب اور دشمنان اسلام کے پروپیگنڈوں کے وقت متزلزل ہوجاتے ہیں ان سے خدا کہتا ہے: اس کے کیا معنی ہیں: ٹھر وٹھرو! احکام صادر کرنے میں جلدی نہ کرو اور نہ منصوبہ سازی میں عجلت کرو ورنہ اس طرح حالات بدتر ہوجائیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ خدا انہیں ایسے ہی آزمائے گا جیسے مجرمین کو لیکن فی الحال تمہارے امتحان کا وقت ہے، جو لوگ امام رضاؑ کے روضہ میں بم رکھتے ہیں تو ایک طرف تو ان کی یہ قتل و غارت گری ان کے اعتقادی اخلاقی اور انسانی تہی دامنی کو ثابت کرتی ہے دوسری طرف خدا بھی ان سے درگذر نہیں کرے گا مگر یہ زمانہ محبو، دوستو! تمہارے امتحان کا ہے۔

پس یہ تمہاری محبت وولا تمہیں امتحان کے مرحلہ سے سلامتی و کامیابی سے گزارتی ہے یا بھڑک اٹھتی ہے کہ جس کے نتیجہ میں تم شک وشرک کے کیچڑ میں گر پڑو! خدا ہمیں اور تمہیں اس سے محفوظ رکھے۔

لہٰذا میری نظر میں حقیقی بم وہ ہے جو شک کی صورت میں ذہن میں پھٹتا ہے لیکن جو بم مسجدوں اور عتبات مقدسہ میں پھٹتے ہیں وہ تو صرف مجرم اور معاً نیک افراد کا امتحان ہے، لیکن دونوں کی صورتیں مختلف ہیں، آپ ذرا سلمان رشدی اور اس جیسے افراد کو دیکھئے مرنے سے پہلے ہی ان کے لئے جہنم تیار ہو گیا سکون کی لذت سے ناآشنا ہیں، نیند کی حالت میں بھی خوف زدہ رہتے ہیں لیکن خدا تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے۔ کیا جھوٹ، تشکیکی چیزیں اور اہانتیں آپ کے ایمان بالغیب کو سلب کرتی ہیں یا اس سے تمہارے ایمان اور اس کی راہ میں مرمٹنے کے جذبہ میں اضافہ ہوتا ہے؟ ہم میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہتر یہ تھا کہ معجزہ ہوتا کہ جس سے عتبات مقدسات کو نقصان نہ پہونچتا اور توپوں کے گولے حضرت عباسؑ کے روضہ تک نہ پہونچتے اور امام رضاؑ کے روضہ میں خدا بم دھماکہ نہ ہونے دیتا۔

میں کہتا ہوں کہ ان مرقدوں پر ہم نے جو تعمیر کی ہے وہ ان میں میں مدفون ذوات سے افضل نہیں ہے اور نیک و مقدس افراد سے افضل نہیں ہے کہ جن کا خون ظلم و زیادتی کے ساتھ بہایا گیا ہے؟

ائمہؑ اہل بیتؑ پر ان کی حیات ہی میں بے پناہ ظلم ہوئے ہیں، زہر سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوئے نیزوں اور تلواروں سے پاکیزہ بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ بعض نے مدت دراز تک قید خانوں میں کلفتیں برداشت کیں۔ اگر عتبات کو انہدام سے بچانے کے لئے معجزہ ضروری وواجب ہے تو بہتر یہ تھا کہ ان کی حیات میں انہیں تکلیف وایذا سے بچایا گیا ہوتا اور تلواروں اور نیزوں کو ان کے پاکیزہ ابدان تک نہ جانے دیا گیا ہوتا اور امام حسینؑ اور بنی ہاشم کے جوانوں کے ساتھ جو المیہ پیش آیا ہے اور ان کے باایمان اصحاب عورتوں اور بچوں کو کربلا، کوفہ اور شام میں جو اذیتیں دی گئیں ہیں ان سے بچایا گیا ہوتا۔